صاحب قرآن ﷺ۔ تجزیاتی مطالعہ

ابوسعد اعظمی ☆

ہندوپاک کے علمی حلقوں میں پروفیسر ڈاکٹر محمد شکیل اوج کی شخصیت (۱۹۵۷-۲۰۱۴م) محتاج تعارف نہیں ہے۔ وہ جامعہ کراچی میں شعبہ علوم اسلامیہ میں پروفیسر، فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز کے ڈین اور سیرت چیئر، جامعہ کراچی کے ڈائریکٹر تھے۔ جامعہ کراچی سے شائع ہونے والے سہ ماہی رسالہ ''التفسیر'' اور ششماہی رسالہ ''معارف اسلامیہ'' کے مدیر ہونے کے علاوہ متعدد سہ ماہی اور ششماہی مجلات کی مجلس مشاورت میں شامل اور درجنوں اہم کتابوں کے مصنف تھے۔ وہ حافظ قرآن ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن کے رمز شناس بھی تھے، انہوں نے قرآن کریم میں غور وفکر اور تدبر وتفکر کو مقصد حیات قرار دے کر زندگی اسی کے لئے وقف کردی۔ درحقیقت انہوں نے اس بات کا سراغ پالیا تھا کہ موجودہ حالات میں امت کی پستی وزبوں حالی، نت نئے اختلافات مسلکی تعصبات اور جماعتی گروہ بندیوں کی بنیادی وجہ قرآن کریم سے دوری اور اس کی اصل تعلیمات سے ناآشنائی ہے۔ قرآن کریم کو اس کا صحیح مقام دے کر اور اسی کو مرکز ومحور بنا کر زندگی کے مسائل کا حل تلاش کیا جاسکتا ہے۔ قرآنیات پر مبنی ان کی نگارشات تحقیق وتدقیق اور جدت وابتکار کی آئینہ دار ہیں۔ ہندوپاک کے معروف اور معتبر رسائل میں ان کے مضامین پابندی سے شائع ہوتے رہے ہیں۔ عام روایات سے ہٹ کر انہوں نے تحقیق وتدقیق کے میدان میں بعض جراءت مندانہ آراء کے اظہار کے ذریعہ اپنی الگ شناخت قائم کی ہے۔ اس کی بنا پر انہیں جہاں ایک طرف اہل علم کی طرف سے تحسین وپذیرائی ملی اور ان کے علمی کارناموں کا کھلے دل سے اعتراف کیا گیا تو دوسری طرف بعض حضرات کی شدید مخالفت کی قیمت جان کا نذرانہ پیش کر کے چکانی پڑی۔

زیر تعارف کتاب **صاحب قرآن** ﷺ دراصل ان کے انہیں قرآنی مقالات کا مجموعہ ہے۔ قرآن کریم کی روشنی میں انہوں نے سیرت پاک کا ایک مختصر خاکہ پیش کیا ہے اور بعض ایسے اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے جو اہل علم کے درمیان مختلف فیہ رہے ہیں اور جن کا فائدہ اٹھا کر مستشرقین نے سیرت پاک پر کیچڑ اچھالنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ اس کتاب میں کل بارہ

☆ ابوسعد اعظمی، ریسرچ اسکالر، شعبہ عربی، اے ایم یو، علی گڑھ۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اگرچہ سر نہ تراشد قلندری داند

عصری تناظر میں خواتین سے متعلق شریعت کے احکام کی تعبیر وتشریح کے حوالے سے "نسائیات" ڈاکٹر اوج کا خالص علمی اور تحقیقی کارنامہ ہے۔ اجتہادی بصیرت کے ساتھ انھوں نے مسلم خواتین سے متعلق عصری مسائل پر قلم اٹھایا ہے اور ایک نیا زاویۂ نظر پیش کیا ہے۔ اس پیش کش کی خصوصیت ڈاکٹر اوج کا خاص طرزِ استدلال ہے جس میں وہ استنباطِ احکام میں صرف قرآن کو مآخذ بناتے ہیں۔ خواتین کے حوالے سے ان تمام مسائل پر قلم اٹھایا ہے جو عصرِ حاضر میں چیلنج تصور کیے جاتے ہیں۔ پیش گفتار میں ڈاکٹر اوج لکھتے ہیں:

"اس کتاب میں کچھ مضامین ایسے بھی ہیں جنھیں میری دانست میں 'اوّلیات' کا درجہ دیا جاسکتا ہے۔ یعنی وہ مضامین، جو اس سے پہلے نہیں لکھے گئے۔ میں نے اپنی تمام تحریرات کی طرح اس 'مجموعہ' میں بھی قرآنی فکر کو ہی بنیاد بنایا ہے۔ اس بات سے کون انکار کرسکتا ہے کہ مسلمانوں کے جملہ مسائل قرآن مجید سے دوری کے سبب پیدا ہوئے ہیں اور یہ دوری قرآن خوانی کی نہیں، قرآن فہمی کی ہے جس کے بغیر تکمیلِ ذات اور تعمیرِ انسانیت ناممکن ہے۔" (ص ص ۱۷، ۱۸)

میرے نزدیک ڈاکٹر اوج کا معرکہ آرا اور انھیں تا دیر زندہ رکھنے والا کارنامہ علمی، فکری اور تحقیقی مجلّہ ششماہی "التفسیر" کا اجراء ہے۔ انھوں نے کراچی میں مجلس التفسیر قائم کی اور پہلا شمارہ جنوری ۲۰۰۵ء میں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا۔ ۲۰۱۲ء میں ہائر ایجوکیشن کمیشن (اسلام آباد) سے منظور ہو گیا۔ اس مجلّے کی شناخت اس کے خصوصی نمبر ہیں جن میں تحقیق و انفراد اور خصوص و امتیاز کے پہلوؤں پر قابلِ قدر کام کیا گیا ہے۔ ان خاص نمبروں میں ڈاکٹر اوج نے مسلمانوں کو قرآنی تعلیمات کی روشنی میں فکری جمود سے باہر نکالنے کی تدبیر کرتے ہوئے ان کی علمی میراث کی جھلکیاں دکھائی ہیں۔

ڈاکٹر اوج مرحوم مردِ آزاد تھے، فکرِ آزاد کے ساتھ جیے اور تادمِ مرگ اپنی روشن خیالی کو سینے سے لگائے رکھا۔ زندہ رہتے تو اپنے فکری ارتقاء کا دائرہ بھی مکمل کر جاتے۔ اللہ ان کی مغفرت کرے۔ (آمین)

ع حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مقالات شامل ہیں اور اصل کتاب شروع ہونے قبل حرف تحسین، تقدیم، لاریب فیہ، دعائیہ اور دیباچہ کے الگ الگ عنوانات سے بیس صفحات پر مشتمل بالترتیب پروفیسر ڈاکٹر محمد قیصر، ابوعمار زاہد الراشدی، مفتی محمد اعظم السعیدی، ڈاکٹر محمد شکیل صدیقی اور صاحب کتاب پروفیسر ڈاکٹر محمد شکیل اوج کی تحریریں ہیں۔ اس میں صاحب کتاب کی شخصیت کے نمایاں پہلو اور اس کتاب کی اہمیت وافادیت پر خاطر خواہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ ذیل میں اس کتاب کے تعارفی وتجزیاتی مطالعہ کی ایک طالب علمانہ کوشش کی گئی ہے تاکہ اس کے قابل قدر پہلوؤں کی مزید وضاحت ہو سکے۔

اس کتاب کا سب سے پہلا مقالہ ''قرآن بطور ماخذ سیرت'' کے عنوان سے ہے۔ اس میں قرآن کریم کو سیرت کا بنیادی واساسی ماخذ قرار دیا گیا ہے۔ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وہ رقم طراز ہیں: ''سیرت کے ماخذ میں قرآن، روایات اور تاریخ تینوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے مگر سیرت پاک کا اصل اولین اور محفوظ ترین ماخذ قرآن مجید ہی قرار پاتا ہے۔ اور روایات وتواریخ کی جانچ پڑتال کے لئے بھی یہی ماخذ بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ قرآن وہ واحد کسوٹی ہے جس پر تمام کتابوں کی صحت وعدم صحت کو پرکھا جاسکتا ہے۔''[۱] یہ واقعہ ہے کہ قرآن کریم نے نبی ﷺ کی ولادت باسعادت سے لے کر وفات تک کے احوال، دعوت حق کی راہ میں درپیش مسائل وچیلنجز کا نہایت اختصار وجامعیت کے ساتھ حسین مرقع کھینچا ہے۔ نیز انسانی معاشرہ کو جن ضروری ہدایات کی ضرورت وحاجت مطلوب ہوسکتی ہے ان سب کا قرآن پاک میں آپ ﷺ کی سیرت کے ضمن میں ذکر کردیا گیا ہے۔ اس لئے ہم یہ دعویٰ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ روئے زمین سے اگر سیرت ومغازی اور تاریخ اسلامی کو بالفرض محو کردیا جائے اور فقط قرآن کو باقی رکھا جائے تو صرف اس ایک کتاب کی مدد سے آپ کی سیرت پاک کو پھر سے لکھا جاسکتا ہے۔ گویا یہ وہ سیرت ہے جو اپنے اظہار وبیان میں اصلاً قرآن کے سوا کسی اور کتاب کی محتاج نہیں۔[۲] عصر حاضر میں اردو اور عربی ہر دو زبان میں جن اہل علم نے قرآن کریم کی روشنی میں سیرت پاک مرتب کرنے کی کوشش کی ہے ان میں ایک بڑا نام خالد مسعود (۱۹۳۵-۲۰۰۳م) مصنف حیات رسول امی کا اور دوسرا نام الدکتور اکرم ضیاء العمری مؤلف السیرۃ النبویہ کا ہے۔ قدیم کتب سیرت میں سیرت کے عنوان سے رطب ویابس ہر قسم کی روایات جمع کردی گئی ہیں جن کا فائدہ اٹھا کر مستشرقین نے ذات نبوی پر بے جا اعتراضات کئے ہیں اور اس کے لئے دلائل وشواہد کے طور پر انہیں روایات کو پیش کیا ہے۔ اس لئے ایسے سیرت نگار کی سخت ضرورت ہے جو قرآنی الفاظ کے تحت آپ ﷺ کی سیرت کا تفصیلی بیان لکھیں اور تشریح میں احادیث اور اہل سیر ومغازی کے بیانات سے تائیدات وشہادات بھی پیش کریں تاکہ قرآنی سیرت مستشرقین کے الزامات سے بے غبار ہوکر اہل نظر کے سامنے آسکے۔[۳]

''روشن خیال اور اعتدال پسند معاشرے کی تشکیل وضرورت (سیرت طیبہ کی روشنی میں)'' کے عنوان سے دوسرا مقالہ کتاب کی زینت ہے اس میں اسلام کو روشن خیال اور اعتدال پسند کی اصطلاحات کا مصداق اتم کے طور پر پیش کیا گیا ہے، کیونکہ اسلامی تعلیمات سے بڑھ کر واضح، صاف، جلی اور درخشاں وتاباں ہدایات کا مصدر اپنی حالت اصلی میں اب کسی مذہب کے پاس نہیں ہے۔ اس کے بعد اسلام کے نظام معاشرت کا تفصیلی جائزہ لے کر اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ روشن خیالی اور اعتدال پسندی کس طرح اسلام کا خاصہ ہے اور اسے کل تیرہ نکات کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ ان میں سے چند یہ ہیں: (۱) اسلام

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

انسانوں کے مابین پیدائشی امتیازات وفضائل کو تسلیم نہیں کرتا، (۲) اسلام دنیا کے تمام مرد وعورت کو یکساں حقوق فراہم کرتا ہے، (۳) اسلام کی ہدایت کا مرکز ومنبع وحی الٰہی اور سنت رسول ہے، (۴) اسلام کسی مذہب ونسل اور تعلق ووصل کے امتیاز کے بغیر عدل وانصاف کا حکم دیتا ہے، (۵) اسلام تمام آسمانی کتابوں کا یکساں احترام کرتا ہے اور ان کے پیروؤں کو ان کی اصل تعلیمات کے نفاذ پر زور دیتا ہے، (۶) اسلام غیر مسلم اقلیتوں کے جان و مال وآبرو کی حفاظت کا امین وذمہ دار ہے، (۷) اسلام اہل کتاب کی عورتوں کو منکوحہ بنانے کی بھی اجازت دیتا ہے قطع نظر اس کے کہ وہ مسلمان ہوں یا اپنے مذہب پر رہیں۔ کتاب کے اندر ان نکات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے اور آخر میں اس بات پر اظہار افسوس بھی ہے کہ یہ سب امور اب مسلمانوں کے ہاں بھی اجنبی بن چکے ہیں نیز مسلمانوں کو قرآن کریم اور سیرت طیبہ کی روشنی میں اپنے رویوں اور کردار وعمل کا جائزہ لینے کی دعوت دی گئی ہے کہ کہیں پر تو ایسا معاشرہ بالفعل قائم ہو جسے دوسروں کے لئے آئیڈیل بنایا جاسکے۔

اس کتاب کا تیسرا اور اہم ترین مقالہ ''اسلام کا تصور جہاد- دفاعی یا اقدامی'' کے عنوان سے ہے۔ اس کی اہمیت کی طرف صاحب کتاب نے بایں الفاظ توجہ دلائی ہے، ''ویسے تو یہ پوری کتاب ہی اپنے بیان واستدلال میں جدید اسلوب کی حامل ہے تاہم اس میں چار مقالے ایسے ہیں جنہیں خصوصی توجہ سے پڑھنے کی ضرورت ہے، کیونکہ ان میں تنقیح ودرایت کا عمل کچھ زیادہ ہے اور وہ مقالات یہ ہیں (اسلام کا تصور جہاد- دفاعی یا اقدامی؟، (۲) الامی کے معنی کی تحقیق اور اس کے اطلاقات، (۳) اسیران بدر اور عتاب خداوندی، (۴) مغفرت ذنب کا معنی ومفہوم۔ اسلام کا تصور جہاد ایک ایسا موضوع ہے جو اغیار اسلام کی خصوصی دلچسپی کا حامل رہا ہے اور انہوں نے اسلام کے تصور جہاد کو غلط طریقے سے پیش کرکے اسے ظلم وتشدد اور سفاکی وبربریت کا مذہب قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ اس روئے زمین پر دنیا کا واحد مذہب اسلام ہی ہے جس کے نزدیک جنگ کے کچھ مستقل ومتعینہ اصول وقوانین ہیں جن کی پاسداری لازم ہے۔ مولانا مودودیؒ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف **الجہاد فی الاسلام** میں اسلام کے نظریہ جہاد کو بحسن وخوبی پیش کیا ہے اور اسلامی معاشرے میں جنگ کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے ان وجوہات کا بھی تفصیلی جائزہ لیا ہے۔[۵] اس سے پہلے جو تصنیفات اس موضوع پر منظر عام پر آئی تھیں ان میں سے بیشتر میں مدافعانہ طریقہ کار اختیار کیا گیا تھا لیکن مولانا مودودی نے آگے بڑھ کر خود مغربی افکار پر تیشہ زنی کی ہے اور دونوں جنگ عظیم میں قتل ہونے والے افراد کا اعداد وشمار پیش کرکے اصل حقیقت کو آشکارا کیا ہے۔ قاضی سلیمان منصور پوری نے اپنی کتاب **رحمۃ للعالمین** میں اسلامی جنگوں میں قتل ہونے والے افراد کے اعداد وشمار پیش کرکے اسلام کا تصور جنگ اور اس کے نظریہ امن کی بخوبی وضاحت کی ہے۔ مقالہ ہٰذا میں صاحب کتاب نے اس بات پر زور دیا ہے کہ اسلام صرف دفاعی جنگوں کا قائل ہے اقدامی جنگ کا نہیں۔ اور مختلف آیات کا تجزیہ کرکے اپنے اس نقطہ نظر کو استحکام بخشا ہے، ساتھ ہی اسلام کے اصول صلح پسندی پر بھی تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ سورۂ انفال: ۶۱ **وان جنحوا للسلم فاجنح لها وتوكل على الله** کے حوالے سے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اس آیت میں ان کفار سے صلح کی بات ہورہی ہے جو اسلام کے بدترین دشمن تھے، جنہیں خائن یعنی غدار قرار دے کر ان کے مقابلے میں ہمہ دم مستعد رہنے کا حکم دیا گیا تھا مگر ان ساری باتوں کے باوجود اگر ایسے محاربین بھی مائل بہ صلح ہوں تو مسلمانوں کو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بھی ان کی مصالحت قبول کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان باوجود جنگی تیاریوں کے صلح کو جنگ پر ترجیح دیں۔ یہ ہے اسلام کا نظریہ جہاد، کیا ایسے دین کو اس کی اصولی تعلیمات کی روشنی میں دہشت گرد اور متقض امن قرار دیا جاسکتا ہے؟ واقعہ یہ ہے کہ پاکستان جیسے معاشرہ میں جو آپسی خانہ جنگی کا شکار ہے اور جہاں آئے دن ظلم وتشدد کے نت نئے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں اور حد تو یہ ہے کہ مساجد اور عبادت گاہیں بھی انتہا پسندوں کی چیرہ دستیوں سے محفوظ نہیں ہیں اور یہ سب کچھ اسلام کے نام پر ہوتا ہے۔ اس طرح کے مقالات کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے تا کہ اسلام کا تصور جہاد لوگوں کے سامنے واضح ہو سکے اور اسلام کے تئیں جو شکوک وشبہات ذہنوں میں در آئے ہیں ان کا ازالہ ہو سکے۔

اس کتاب کا چوتھا مقالہ ''پیغمبر امن وسلامتی ﷺ'' کے عنوان سے ہے۔ قرآن کریم کا یہ اعلان ہے کہ وما ارسلناک الا رحمة للعالمین۔ اسلام درحقیقت امن وآشتی کا مذہب ہے۔ ایمان، امن سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے ہر شر، برائی اور ظلم سے محفوظ ہونا اور دوسروں کو محفوظ کرنا۔ جو سراسر امن وسلامتی سے عبارت ہے۔ اور پیغمبر اسلام جناب محمد رسول اللہ ﷺ اس عقیدہ کے داعی، نقیب اور محافظ ہیں۔ مقالہ ہذا میں مومنوں کے ان اوصاف کا، جو آخرت میں کامیابی کے لئے ناگزیر ہیں، ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ ان برائیوں کا بھی تذکرہ ہے جو کسی بھی انسانی معاشرہ کو گھن کی طرح کھا جاتی ہیں۔ نیز معاشرے کے مرکز کا تصور، مجلس شوریٰ کا تصور، مسلم قومیت، اتحاد انسانیت اور ترک موالات کی حقیقت جیسے ذیلی عناوین قائم کر کے ان کا اختصار سے جائزہ لیا گیا ہے اور غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک، رواداری، نیکی اور احسان، محبت و ہمدردی اور مودت و پیار کے چند نمونے پیش کر کے اس حقیقت کو مزید مبرہن کیا گیا ہے کہ اسلام دین عافیت وسکینت ہے اور آپ ﷺ پیغمبر امن وسلامتی ہیں۔

''قرآن اور ختم نبوت'' کے عنوان سے یہ مقالہ کتاب کی زینت ہے۔ آخری نبی کی آمد کا انتظار اہل کتاب یہود ونصاریٰ کو بھی تھا۔ مدینہ میں جب اوس وخزرج کی جھڑپیں ہوتیں تو اس نبی آخر کی آمد کا حوالہ دے کر یہود ان کا قلع قمع کرنے کی بات کرتے رہتے تھے۔ اہل کتاب کی کتابوں میں اس نبی آخر کی آمد اور اس کی نشانیوں کا تذکرہ موجود ہے۔ مولانا رحمۃ اللہ بن خلیل ہندی نے اپنی کتاب اظہار حق میں ان تمام نشانیوں کا تتبع کیا ہے اور ان پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ قرآن کریم نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے، ''وہ نبی آخر کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔'' (سورۃ الانعام) مقالہ ہذا میں قرآن کریم کو ختم نبوت کی دلیل کے طور پر پیش کیا گیا ہے اور قرآن کریم سے تیرہ ایسے دلائل ذکر کئے گئے ہیں جو نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے کی شہادت فراہم کرتے ہیں اور آخر میں سورہ احزاب: ۴۰ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو پیش کر کے نتائج بحث اس صورت میں پیش کر دیا گیا ہے کہ، ''اس آیت میں ختم نبوت کی تصریح بطور نص کے موجود ہے۔ ختم نبوت کی یہ تصریح اگر نہ بھی ہوتی تب بھی دوسری آیات اس عقیدہ کی اساس بننے کے لئے کافی تھیں۔ لیکن اس غرض سے کہ آئندہ کسی جھوٹے اور مدعی نبوت کے لئے اتنی گنجائش بھی باقی نہ رہے یہاں تصریح کے ساتھ وارد کر دی گئی ہے۔'' [۶]

''الامی کے معنی کی تحقیق اور اس کے اطلاقات'' کے عنوان سے یہ اس کتاب کا چھٹا اور اہم ترین مقالہ ہے۔ اور یہ ان چار مقالات میں شامل ہے جنہیں مصنف کتاب نے خصوصی توجہ سے پڑھنے کی ہدایت کی ہے۔ الامی کی وضاحت کے سلسلے میں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مختلف اقوال پیش کئے جاتے ہیں۔مثلا (۱) ناخواندہ، ان پڑھ، (۲) اپنی اصل پر قائم رہنے والا، (۳) مکہ کا رہنے والا، (۴) صاحب امت یعنی امت والا۔ بالعموم مفسرین و مترجمین نے الامی کا ترجمہ ناخواندہ اور ان پڑھ ہی سے کیا ہے۔لیکن صاحب مقالہ کو الامی کے اس مفہوم سے اتفاق نہیں ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کا تعارف کتب ماسبق میں فقط الرسول اور النبی کا نہیں بلکہ الامی کا بھی ہے اور یہی آپ ﷺ کی خصوصیت ہے۔لیکن اگر الامی کا ترجمہ ناخواندہ سے کیا جائے تو وجہ اختصاص باقی نہیں رہتی کیونکہ یہ تعریف تو سبھی نبیوں پر صادق آتی ہے۔الامی کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ وہ ام القریٰ کا رہنے والا ہے اور یہ وہ نسبت ہے جس میں کوئی نبی بھی آپ کا شریک نہیں ہے۔اس کے بعد صاحب کتاب نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ ام القریٰ سے مراد مکہ مکرمہ ہے اور قرآن کریم کی آیت کو بطور استدلال پیش کیا ہے۔اور اس سلسلے میں جو اعتراضات وارد ہو سکتے ہیں ان کا بھی دفاع کیا ہے۔پھر ان تین مقامات کا تجزیہ کیا ہے جہاں الامی کا یہ لفظ جمع کے صیغہ کے ساتھ دوسروں کے تعلق سے استعمال ہوا ہے اور اس کی وضاحت بھی کی ہے۔مصنف کتاب کو اس بات پر اصرار ہے کہ لفظ الامی کے معنی ناخواندہ کے نہیں بلکہ ام القریٰ کے رہنے والے کے ہیں۔پاکستان کے نامور عالم دین خالد مسعودؒ نے بھی اپنی کتاب **حیات رسول امی** میں لفظ امی پر بڑی اچھی بحث کی ہے اور الامی کا مفہوم ان پڑھ اور ناخواندہ ہونے سے انکار کیا ہے۔اسی طرح مولانا امین اصلاحیؒ بھی الامی کا مفہوم ناخواندہ تسلیم نہیں کرتے جیسا کہ مصنف کتاب نے ان کا حوالہ بھی دیا ہے۔ فاضل مصنف نے الامی کے اس مفہوم کی وضاحت میں تحقیق و تدقیق کے جملہ اصولوں کو پوری طرح ملحوظ رکھا ہے اور بہت خوبصورتی سے محاکمہ و تجزیہ کے بعد اپنی رائے پیش کی ہے۔

اس کتاب کا ساتواں مقالہ ''حضور اکرم ﷺ اور اقتصادیات'' کے عنوان سے ہے۔آج پوری دنیا معاشی بحران کا شکار ہے معاشی زبوں حالی نے لوگوں کی کمر توڑ دی ہے۔سرمایہ دارنہ اور اشتراکی نظام معیشت دم توڑ چکے ہیں اور لوگ اسلامی نظام معیشت کو امید کی نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔مقالہ ہذا میں دولت کے سلسلے میں اسلام کے نقطہ نظر کو پیش کیا گیا ہے اور آنحضرت ﷺ نے انفاق کا جو تصور پیش کیا ہے اس پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے اور اسلامی نظام معیشت کی خوبیوں کی وضاحت بھی کی گئی ہے۔مثلا اسلامی نظام معیشت میں بخل جہاں ایک شی مذموم ہے وہیں تبذیر مال کو بھی ناپسندیدہ عمل قرار دیا گیا ہے۔اور ہر وہ کام جو سادگی اور قناعت سے ہو سکے اس میں نمائشی طور پر خرچ کرنا کسی طور پر بھی اسلام کے نزدیک مستحسن فعل قرار نہیں دیا جاسکتا۔اسلامی نظام معیشت احتکار سے روکتا ہے پھر احتکار کی تفصیل پیش کی گئی ہے اور اس کے بعد نظام گردش زر، بین الاقوامی تجارت، بینکاری، صنعتی ترقی، کسان مزدور اور محنت کش کے حقوق و فرائض کے ذیلی عناوین قائم کر کے ان پر بصراحت روشنی ڈالی گئی ہے اور اس کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے۔اور اسلامی نظام معیشت کی خوبیوں کو اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ اس پر عمل پیرا ہو کر بہت حد تک معاشی بحران پر قابو پا کر اقتصادی صورتحال کو بہتر بنایا جاسکتا ہے۔

اس کے بعد ایک اہم ترین مقالہ ''اسیران بدر اور عتاب خداوندی -منتخب اردو تفاسیر کی روشنی میں علمی مباحث'' کے عنوان سے ہے۔اسیران بدر کے ضمن میں جو عتاب الٰہی نازل ہوا ہے اس کی تعیین میں مفسرین کے نقطہائے نظر مختلف ہیں اور انہیں اس سلسلے میں بڑی دقت پیش آئی ہے۔فاضل مصنف نے اپنے اس گرانقدر مقالہ میں متعدد تفاسیر کا محاکمہ کیا ہے اور اس سلسلے میں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

منقول روایات پر بھی کلام کیا ہے۔ مقالہ ہذا میں جن مفسرین کی آراء پر گرفت یا تجزیہ کیا گیا ہے ان میں سرسید احمد خاں، ابوالکلام آزاد، مفتی محمد شفیع، علامہ غلام رسول سعیدی، پیر محمد کرم شاہ الازہری، مولانا مودودی، خواجہ احمد الدین امرتسری، محمد علی لاہوری، صلاح الدین یوسف اور مولانا عبدالکریم اثری شامل ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مصنف نے اس مقالہ کی تیاری میں کس قدر عرق ریزی سے کام لیا ہے، کتنے ہفت خواں طے کئے ہیں اور صحیح نقطۂ نظر تک رسائی حاصل کرنے کے لئے کہاں کہاں دستک دی ہے۔ مصنف نے مختلف مفسرین کے اقتباس نقل کر کے اس پر نقد وتبصرہ کے ساتھ ساتھ ان کے تسامحات کی نشاندہی بھی کی ہے اور آخر میں مولانا امین احسن اصلاحیؒ کا اس سلسلے میں جو موقف ہے، ''کہ یہ آیت الزام کے لئے نہیں بلکہ رفع الزام اور نبی کی تنزیہ شان کے لئے ہے۔ ٹھیک اسی اسلوب پر آیت زیر بحث میں قریش کی تردید کی گئی ہے کہ تم نبی پر یہ الزام جو لگاتے ہو کہ یہ ہوس اقتدار میں مبتلا ہیں، اپنی قوم میں انہوں نے خونریزی کرائی، اپنے بھائیوں کو قید کیا، ان کا مال لوٹا، ان سے فدیہ وصول کیا، یہ ساری باتیں تمہاری اپنی کھسیاہٹ مٹانے کے لئے ہیں۔ کوئی نبی اس بات کا روادار نہیں ہوتا کہ وہ قیدی پکڑنے، فدیہ وصول کرنے اور مال غنیمت لوٹنے کے شوق میں ملک میں خونریزی برپا کردے۔ ۸ یعنی آیت کریمہ میں عتاب نبی کریم ﷺ پر نہیں بلکہ کفار ومشرکین پر ہے۔ فاضل مصنف نے مولانا اصلاحی کے موقف کو تفصیل سے پیش کیا ہے اور اس کی تائید کی ہے اور اس پر بایں الفاظ تبصرہ کیا ہے، ''یہ موقف بالصراحت شان تفرد کا حامل ہے۔ تاریخ ترجمہ وتفسیر نگاری میں اس سے پہلے یہ موقف کسی نے نہیں اختیار کیا ہے۔'' اور آخر میں اس بات کی صراحت کردی ہے کہ مولانا امین احسن اصلاحیؒ کی تاویل کو ان کے نزدیک احسن تاویل کی حیثیت حاصل ہے۔

اس کے بعد بالترتیب ''غزوہ خندق اور حضور اکرم ﷺ کی جنگی وسیاسی حکمت عملی'' اور ''غزوہ خندق - تذکرہ وتبصرہ (سورۃ الاحزاب کی روشنی میں)'' کے عنوان سے دو مقالات شامل کتاب ہیں۔ اس میں غزوہ خندق کا سال وقوع، وجہ تسمیہ اور اس کے پس منظر پر اختصار سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور آپ ﷺ نے اس سلسلے میں جو حکمت عملی اختیار کی اس پر بھی گفتگو کی گئی ہے۔ مثلاً آپ ﷺ نے راتوں کو گشت کا انتظام کیا، مدینہ کی مردم شماری کرائی، مدینہ کے گردونواح میں خندق کھودنے کا حکم دیا۔ اور خندق کے مختلف حصوں پر کچھ نوجوانوں کا گروپ بطور نگراں باری باری متعین کیا تاکہ محاصرین کی کاروائی ذرا قریب سے دیکھی جائے۔ آپ ﷺ نے بنو قریظہ کی غداری کی بو سونگھ کر تحقیق حال کے لئے جب حضرت سعد بن عبادہ کو بھیجا تو ہدایت کی کہ اگر انہوں نے معاہدہ نہیں توڑا ہے تو اسے واپسی پر سب کے سامنے بیان کر دینا اور اگر وہ نقض عہد کے مجرم ہوں تو اس خبر کو عام نہ کرنا بلکہ خفیہ انداز یا مبہم لفظ اختیار کرنا تاکہ مسلم سپاہ میں بے دلی نہ پھیلے۔ یہ ہدایت نبی کریم ﷺ کی سیاسی حکمت کی بھرپور آئینہ دار ہے۔ غزوہ خندق میں آپ ﷺ کی ایک اہم حکمت عملی رئیسان انصار سے مشورہ طلبی بھی تھی کہ ایسے نازک اور جان لیوا موقع پر جہاں نام نہاد مسلمانوں نے حوصلے ہار دیئے ہوں دیکھا جائے کہ انصار مدینہ کا جذبہ جانفروشی کہیں سرد تو نہیں پڑ گیا ہے۔ الحرب خدعۃ کے تحت ایک نئی سیاسی تدبیر اور جنگی حکمت عملی کو روبہ عمل لانے کے لئے نعیم بن مسعود کا انتخاب بھی اسی کا حصہ تھا۔ مقالہ ہذا میں اللہ کے رسول ﷺ کی جنگی وسیاسی حکمت عملی کے تذکرہ کے ساتھ ساتھ خندق کی تفصیل، آنحضرت ﷺ کا اشعار پڑھنا، سلمان منا اهل البيت، آنحضرت ﷺ کا سخت چٹان کو توڑنا، بنو قریظہ کی گرفتاری، جنگ کا سبب اور تیاری، جنگ کا فیصلہ اور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نتیجہ، غزوہ خندق میں مسلمانوں کا نقصان اور مخالف کیمپ کے مقتولین کے ذیلی عناوین کے تحت غزوہ خندق کے تمام واقعات کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے مقالہ مصادر و مآخذ سے پر ہے اور جدید تحقیق کا آئینہ دار۔

اس کتاب کا گیارہواں مقالہ ''مغفرت ذنب کا معنی و مفہوم (صلح حدیبیہ کے تناظر میں)'' کے عنوان سے ہے۔ سورہ فتح کی دوسری آیت، **لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر** میں نبی کریم ﷺ کے اگلے پچھلے تمام ذنب کی مغفرت کا مژدہ سنایا گیا ہے۔ فاضل مصنف نے مقالہ کے شروع میں غفر کی لغوی توضیح کی ہے پھر استغفار کے مفہوم کی وضاحت کی ہے اور یہ نتیجہ پیش کیا ہے کہ استغفار کی نسبت جب بھی انبیاء علیہم السلام کی طرف ہوگی اس سے مراد ہمیشہ گناہ سے یقینی حفاظت چاہنا ہوگی۔ اور غیر انبیاء کی طرف نسبت کی صورت میں قرائن کی بنیاد پر فیصلہ کیا جائے گا کہ اسے طلب حفاظت کے معنی میں لیا جائے یا بخشش و معافی کے معنی میں۔ اس کے بعد عفو اور غفر کے معنی میں جو فرق ہے اس پر روشنی ڈالی گئی ہے پھر ذنب کے مفہوم کے سلسلے میں کلام کیا گیا ہے۔ ذنب کے مشہور اور عام معنی گناہ کے ہیں اور اکثر مترجمین نے ذنب کا ترجمہ گناہ ہی کیا ہے۔ فاضل مصنف نے بطور مثال کے شاہ عبدالقادر دہلوی، شاہ رفیع الدین دہلوی، ڈپٹی حافظ نذیر احمد دہلوی، محمود حسن اسیر مالٹا، عبدالحق حقانی، ثناء اللہ امرتسری، امین احسن اصلاحی، احمد سعید دہلوی، محمد جونا گڑھی اور فتح محمد خاں جالندھری کا ذکر کیا ہے۔ ان تمام مترجمین نے ذنب کی نسبت حضور اکرم ﷺ کی طرف کرتے ہوئے ترجمہ کیا ہے۔ اس کے برعکس مترجمین کی ایک تعداد ایسی بھی ہے جنہوں نے ذنب کا ترجمہ گناہ سے تو کیا ہے مگر اس کی نسبت آپ ﷺ کی بجائے امت کی طرف کی ہے ان میں احمد رضا خاں بریلوی، فرمان علی (اہل تشیع) اور ناصر مکارم شیرازی شامل ہیں۔ بعض مترجمین مثلاً اشرف علی تھانوی، عبدالماجد دریابادی، احمد سعید دہلوی اور وحید الدین خاں نے ذنب کا ترجمہ گناہ کے بجائے خطا سے کیا ہے جو اپنی ظاہری صورت میں گناہ کے مقابلے میں ہلکے اور خفیف مانے جاتے ہیں۔ سید ابوالاعلی مودودی نے ذنب کا ترجمہ کوتاہی سے، محمد مالک کاندھلوی نے تقصیرات سے اور عبدالکریم اثری نے لغزشوں سے کیا ہے۔ ان تمام تراجم کے برعکس پیر محمد کرم شاہ الازہری نے اس مقام پر ذنب کا ترجمہ الزام سے کیا ہے۔ ان کا ترجمہ ہے، ''یقیناً ہم نے آپ کو شاندار فتح عطا فرمائی ہے تا کہ دور فرما دے آپ کے لئے اللہ تعالیٰ، جو الزام آپ پر (ہجرت سے) پہلے لگائے گئے اور جو (ہجرت کے) بعد لگائے گئے۔'' اپنی تفسیر میں وہ لکھتے ہیں، ''ذنب کا ترجمہ عام طور پر گناہ کیا جاتا ہے۔۔۔ لیکن اہل لغت ذنب کو الزام کے معنی میں بھی استعمال کرتے رہتے ہیں، اور الزام میں یہ ضروری نہیں کہ وہ فعل اس شخص سے صادر بھی ہوا ہو۔ بلکہ بسا اوقات بلاوجہ اس فعل کی نسبت اس شخص کی طرف کر دی جاتی ہے۔[۹] انہوں نے ذنب بمعنی الزام کے لئے بطور استدلال قرآن کریم کی یہ آیت پیش کی ہے، **ولھم علی ذنب فاخاف ان یقتلون** اس آیت میں ذنب الزام کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور متعدد مفسرین مثلاً احمد رضا خاں بریلوی، مرزا بشیر الدین محمود، سید محمد محدث کچھوچھوی، غلام احمد پرویز، سید ابوالاعلی مودودی، احمد سعید کاظمی، عبدالکریم اثری اور ڈاکٹر طاہر القادری نے بھی یہاں ذنب کا ترجمہ الزام ہی سے کیا ہے۔ اس کے بعد فاضل مصنف نے ذنب کے معنی الزام ہی کے لینے پر زور دیا ہے اور اس پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور نتیجہ بحث اس طرح سے پیش کیا ہے کہ ذنبک کے معنی آنحضرت ﷺ کے گناہ، نہ تو قرآن کریم کی رو سے درست ٹھہرتے ہیں اور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نہ تاریخ کی رو سے۔ کیونکہ پورے قرآن میں حضور کے کسی گناہ کا کہیں کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔ فاضل مصنف نے ذنبک کے مفہوم کی تعیین اور اس کی تلاش وجستجو میں جس طرح مفسرین کا استقصاء کیا ہے اور اس راہ کے ایک ایک پتھر کو پلٹا ہے دور حاضر میں اس طرح کی مثالیں کم ہی دیکھنے کو ملتی ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ مسلکی اور جماعتی تعصب نے لوگوں کی آنکھوں پر اس حد تک پٹی باندھ دی ہے کہ وہ دوسرے مکاتب فکر کی تفاسیر کی طرف رجوع کو ضروری نہیں سمجھتے ہیں۔ لیکن مصنف نے ہر مکتبۂ فکر کی نمائندہ تفاسیر سے استفادہ کیا ہے جو ان کے محقق ہونے کا بین ثبوت ہے۔

اس کتاب کا آخری اور فکر انگیز مقالہ ''آنحضرت ﷺ کے نکاح اور ان کی حکمتیں'' کے عنوان سے کتاب کی زینت ہے۔ مستشرقین نے جن مختلف پہلوؤں سے ذات نبوی کو ہدف تنقید بنا کر طعن وتشنیع کیا ہے ان میں ازواج مطہرات سے نکاح کا پہلو بھی شامل ہے۔ آزادی سے قبل برصغیر میں عیسائی مشنریز نے اس موضوع کو خوب ہوا دی تھی اور اسی کو بنیاد بنا کر ذات رسالت مآب ﷺ کے سلسلے میں جدید تعلیم یافتہ مسلمانوں کے ذہن ودماغ کو مسموم کرنے کی کوشش کی تھی۔ مولانا رحمۃ اللہ بن خلیل ہندی نے اپنی مشہور کتاب اظہار حق میں ان کے ان اعتراضات کا مسکت اور تشفی بخش جواب دیا ہے۔ مصنف نے بھی اپنے اس مقالہ میں آپ ﷺ کے نکاح کی حکمتوں کی طرف بہت تفصیل سے اشارہ کیا ہے۔ اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے متعدد نکاح آپ کی مختلف حیثیتوں کے غماز ہیں۔ آپ ﷺ کا پہلا نکاح بشری تقاضوں کے تحت منعقد ہوا، دوسرا نکاح خانگی ضرورت کے تحت تھا۔ کچھ نکاح آپ ﷺ نے خاصۂ ضرورت نبوی کے تحت کئے۔ یوں تو ساری ازواج مطہرات اس امر پر مامور تھیں مگر جو معاونت حضرت عائشہؓ کے حصہ میں آئی وہ انہیں کا حصہ ہے۔ کچھ نکاح آپ ﷺ نے معاشی ضرورت کے تحت کئے۔ خاتم النبیین کی حیثیت سے آپ ﷺ نے اپنی سگی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش سے نکاح کیا۔ بحیثیت رسول ملی، سیاسی اور جنگی مصالح کے پیش نظر بھی آپ ﷺ نے متعدد خاندان میں شادیاں فرمائیں۔ اور آخر میں نتیجہ بحث بایں الفاظ پیش کیا ہے کہ، ''آنحضرت ﷺ کے نکاحوں کی قدرے تفصیل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ نکاح جہاں محض جنسی وبشری اور خانگی تقاضوں کے تحت وقوع پذیر ہوتا ہے وہیں تبلیغی، دعوتی اور سیاسی مصالح کے تحت بھی وقوع پذیر ہوتا ہے۔''

بارہ مقالات پر مشتمل یہ کتاب طلبہ واساتذہ کے لئے یکساں مفید ہے اور جدید اسلوب تحقیق سے مزین بھی۔ پروف کی غلطیاں شمہ برابر ہیں۔ اور اس کے مشمولات اس بات کی دلیل ہیں کہ فاضل مصنف کی قرآن وسنت اور حدیث وتاریخ کے ذخیرہ پر وسیع اور گہری نظر تھی۔ نیز نسل انسانی کے معاشرتی ارتقاء کے ساتھ ساتھ انسانی سوسائٹی کی آج کی ضروریات اور اقوام عالم کی متنوع نفسیات بھی پوری طرح ان کے مشاہدہ اور ادراک میں تھیں۔ امید ہے کہ اہل علم کے درمیان مصنف کی اس کتاب کو قبول عام حاصل ہوگا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مصادر و مراجع:

۱۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد شکیل اوج، صاحب قرآن ﷺ، سیرت چیئر جامعہ کراچی، اپریل ۲۰۱۳ء، ص ۲۵ ۔

۲۔ ایضاً، ص ۳۴۔ ۳۔ ایضاً، ص ۳۴۔

۴۔ ایضاً، ص ۲۰۔

۵۔ تفصیل کے لئے دیکھئے، سید ابوالاعلیٰ مودودی، الجہاد فی الاسلام، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، بار ہشتم ۱۹۹۳ء۔

۶۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد شکیل اوج، صاحب قرآن ﷺ، ص ۱۱۰۔

۷۔ ماہر القادری نے ماہنامہ فاران، فروری ۱۹۷۳ء میں "یادِ رفتگاں" کے کالم کے اندر علامہ تمنا عماد پھلواری کے ضمن میں اس بات کی صراحت کی ہے کہ وہ رسول ﷺ کو خواندہ (لکھا پڑھا) سمجھتے تھے اور اس پر انہیں بڑا اصرار تھا۔ اس موضوع پر انہوں نے ایک خاصی ضخیم کتاب بھی تصنیف کی تھی۔ ملاحظہ ہو، ماہر القادری، مرتبہ طالب الہاشمی، یادِ رفتگاں، مکتبہ نشان راہ، نئی دہلی، جنوری ۱۹۸۵ء، جلد اول، ص ۱۳۷۔

۸۔ صاحب قرآن ﷺ، ص ۱۲۷۔ ۹۔ ایضاً، ص ۲۲۳۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com